

پنجاب کے دیکھی و شہری علاقوں میں زائرین حج و عمرہ کے رخصت و استقبال کی رسومات- ایک جائزہ

*ڈاکٹر شاہدہ پروین

Hajj is mandatory religious duty for Muslims that must be carried out at least once in their lifetime by all adult Muslims who are physically and financially capable of undertaking the journey, and can support their family during their absence. It is one of the five pillars of Islam. The Umrah is not compulsory but highly recommended. Umrah is a great Sunnah of our beloved Prophet (PBUH). It is an act of worship somewhat similar to Hajj, but with lesser rites and shorter duration. Due to their importance, every Muslim wishes to perform Hajj and Umrah in his life and people respect the persons who has performed this, people carry out some rituals to respect and honor them. On this occasion, near and dear ones congratulate them, arrange special meals, present gifts and see off and receive them with great zest and zeal. The pilgrims also response in positive manners and bring gifts for their relatives. These rituals vary from area to area however some are common. With the passage of time a great change is being observed in these attachements. Islam allows Muslims to adopt such rituals which are not against the basic principles, and does not appreciate the practices which harm the mutual relations and Islamic cause. This paper will highlight the rituals carried out by urban and rural areas of Punjab at the departure and receiving of pilgrims of Hajj and Umrah and analyze them in the light of Shariah.

حج اسلام کا بنیادی رکن ہے اور ہر صاحبِ استطاعت پر فرض ہے اور اسلام کے بنیادی اركان میں شامل ہے استطاعت کے باوجود ادا نہ کرنے والوں کے لیے سخت وعید آئی ہے اور اللہ رب العزت نے ان سے براءت اور بیزاری کا اعلان کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حُجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَنْ كَفَرَ فَأَنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ

عَنِ الْعَلَمِينَ (۱)

* اسنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، جامعہ پنجاب، لاہور

مفتی محمد شفیع اس آیت کی تفسیر لکھتے ہیں ”اس میں وہ شخص تو داخل ہے ہی جو صراحتہ فریضہ حج کا منکر ہو، حج کوفرض نہ سمجھے، اس کا دائرہ اسلام سے خارج ہونا اور کافر ہونا ظاہر ہے اس لیے ”ومن کفر“ کا لفظ اس پر صراحتہ صادق ہے اور جو شخص عقیدہ کے طور پر فرض سمجھتا ہے لیکن باوجود استطاعت اور قدرت کے حج نہیں کرتا، وہ بھی ایک حیثیت سے منکر ہی ہے اس پر ”ومن کفر“ کا اطلاق تاکید اور تہذید کے لیے ہے یہ شخص کافروں جیسے عمل میں ہے، جس طرح کافر اور منکر حج نہیں کرتے یہ بھی ایسا ہی ہے اس لیے فقهاء رحمہم اللہ نے فرمایا کہ آیت کے اس جملہ میں ان لوگوں کے لیے سخت وعید ہے جو باوجود قدرت واستطاعت کے حج نہیں کرتے کہ وہ اپنے عمل سے کافروں جیسے ہو گئے ہیں۔“ (۲) حدیث مبارکہ عن علیؑ قال : ﷺ

اللَّهُ عَزَّلَهُ مِنْ مَلَكَ زَادَ وَ رَاحَلَةً تُبَيَّغُهُ إِلَى بَيْتِ اللَّهِ وَ لَمْ يَحُجْ، فَلَا عَلَيْهِ أَنْ يَمُوتَ يَهُودِيًا أَوْ نُصْرَانِيًّا“ (۳) اور عمرہ مسلمان کے گناہوں کے دھنے کی نوید دیتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”پے در پے حج اور عمرہ کرو پس یہ دونوں فقر و فاقہ اور گناہوں کو اس طرح دور کر دیتے ہیں جیسے بھٹی لو ہے، سونے اور چاندی کا میل دور کر دیتی ہے۔“ (۴) یہی وجہ ہے کہ یہ ہر مسلمان کے دل کی تمنا اور آرزو ہوتی ہے کہ وہ یہ سعادت ضرور حاصل کرے اور گناہوں کی معافی کے ساتھ ساتھ رب تعالیٰ کی میزبانی کا شرف حاصل کرے۔ اس سفر کے لیے خواہش تو ہر مسلمان کے دل میں موجود ہوتی ہے لیکن اس کی تکمیل کے لیے زادراہ درکار ہوتا ہے اور ہر فرد اس کی استطاعت نہیں رکھتا اس کے باوجود اس با برکت سفر کی تمنا ایک شمع کی صورت میں دل میں جلتی رہتی ہے اگرچہ اہل ثبوت کے لیے زادراہ کوئی مسئلہ نہیں ہوتا اس لیے وہ بار بار حج و عمرہ کی سعادت حاصل کرتے ہیں لیکن دیکھی اور شہری علاقوں میں لوگوں کی اکثریت ضروریات زندگی بہت مشکل سے پوری کرتی ہے اس لیے اگر ان کی یہ تمنا برآئے تو ان کے لیے یہ زندگی کا سب سے با برکت اور خوشی کا الح ہوتا ہے اس بنا پر اہل خاندان کے ساتھ ساتھ عزیز و اقربا اور ہمسائے بھی اس خوشی میں شریک ہوتے ہیں اور حج و عمرہ کی سعادت حاصل کرنے والے کو بڑی شان و شوکت سے رخصت کیا جاتا ہے اور واپسی پر بھی اسی اہتمام سے استقبال کیا جاتا ہے۔

حج و عمرہ کا سفر اور درپیش مشکلات

اہل ثبوت کا تعلق خواہ دیکھی علاقوں سے ہو یا شہری سے ان کے لیے زادراہ مہیا کرنا مسئلہ نہیں ہوتا لیکن معاشی اعتبار سے کم مال رکھنے والوں کے لیے یہ مشکل مرحلہ ہوتا ہے۔ حج ان پر فرض نہیں لیکن عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے لیے لوگ اپنی قلیل آمدن سے بچت کرتے ہیں اگرچہ یہ بلا و امال والوں کو نہیں نصیب والوں کو

آتا ہے۔ اس روحانی سفر کے لیے وہ کئی دنیاوی خواہشات اور ضرورتوں کو قربان کرتے ہیں۔ بعض اوقات بچوں کے فرائض کی ادائیگی میں عمر بیت جاتی ہے اور بنچ بڑے ہو کر والدین کو حج یا عمرہ کرو اکرسعادت حاصل کرتے ہیں۔ جب خاندان میں سے ایک بچہ اپنے والدین کو حج یا عمرہ کرواتا ہے تو دیگر افراد بھی مقدور بھر کوشش کرتے ہیں کہ وہ بھی اپنے والدین کو حج یا عمرہ کروائیں تاکہ ان کے والدین اپنے آپ کو کسی سے کم نہ سمجھیں۔ اکثر افراد کی آمدن محدود ہوتی ہے اور اولاد کی پرورش، تعلیم و تربیت اور شادی بیاہ کی ذمہ داریاں اس سفر کی راہ میں حائل ہو جاتی ہیں۔ چونکہ دیہی علاقوں میں محدود آمدن کے باوجود رسم رواج کے بندھن بڑے مضبوط ہوتے ہیں اس لیے عمومی طور پر اس خواہش کی تکمیل کے لیے عمر بھرا بظار کیا جاتا ہے والدین کی اپنی زندگی بچوں کی ذمہ داریاں ادا کرتے گزر جاتی ہے اور ان ذمہ داریوں سے فراغت کے بعد والدین حج یا عمرہ کی ادائیگی کرتے ہیں یا بچوں میں سے کوئی بچہ والدین کو حج کروانے کی سعادت حاصل کرتا ہے اس لیے عمومی طور پر دیہی علاقوں کے زائرین عمر سیدہ ہوتے ہیں اور عموماً حج یا عمرہ کی ادائیگی میں سہولت پیدا کرنے کے لیے کوئی بچہ یا پوتا پوتی اور نواسا نواسی ان کا ساتھ دیتا ہے۔

احرام اور دیگر تیاریاں

دیہی علاقوں میں جو حج کرائے اسے حاجی صاحب کہہ کر اس کے مرتبے کا اظہار کیا جاتا ہے۔ ہر مسلمان کی دلی خواہش ہوتی ہے کہ وہ یہ سعادت حاصل کر کے اپنی بخشش کا سامان کر لے۔ یہی وجہ کہ عمر بھرا شتیاق کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ قافلہ حاج کی رخصت پر سب اپنا پیغام وہاں بھجوتے ہیں اور ہواؤں کے ہاتھ عمر بھر کرہو مدینہ کی حاضری کی درخواستیں تھیں جاتی ہیں۔

اسی حسرت اسی تڑپ کا اظہار کرتے ہوئے علامہ اقبال^{لکھتے ہیں ”اے پاک سرز میں! تیرے ریگستانوں نے ہزاروں مقدس نقشِ قدم دیکھے ہیں اور تیری کھجروں کے سامنے نے ہزاروں ولیوں اور سلیمانوں کو تمازت آفتاب سے محفوظ رکھا ہے۔ کاش میرے بدکرد ارجسم کی خاک تیری ریت کے ذریعوں میں مل کر تیرے بیبانوں میں اڑتی پھرے اور یہی آوارگی میری زندگی کے تاریک دنوں کا کفارہ ہو! کاش میں تیرے صحراؤں میں لٹ جاؤں اور دنیا کے تمام سامانوں سے آزاد ہو کر تیری دھوپ میں جلتا ہوا اور پاؤں کے آبلوں کی پرواہ نہ کرتا ہوا اس پاک سرز میں میں جا پہنچوں جہاں کی گلیوں میں اذان بلاں کی عاشقانہ آواز گونجتی تھی،“) (۵) محمد رفیق وزیر لکھتے ہیں ”پاکستان سے کسی بھی مسلمان کے لیے سعودی مملکت کا سفر چاہت، محبت، عشق و لبستگی اور وارثتگی کے ساتھ ساتھ لگن اور بے قراری کا سفر ہوتا ہے۔ اس کا نقطہ نظر یہ ہوتا ہے کہ میں یہاں}

روزی روٹی کمانے نہیں آیا۔ اس لیے دل میں سوز زیادہ ہے نگاہ اٹھا کر دیکھنے میں بھی جا ب سا آتا ہے۔^(۱) یہ سفر کوئی عمومی سفر نہیں ہوتا بلکہ ایک بہت ہی خصوصی سفر ہوتا ہے اس لیے اس کی تیاری بھی بہت ذوق و شوق سے کی جاتی ہے۔ جب کوئی حج کے لیے درخواست دیتا ہے تو پورا خاندان سراپا دعا بن جاتا ہے۔ جب کوئی فرد حج یا عمرہ کی نیت، زادراہ اور درخواست کی منظوری کے مرحلے سے گزر جاتا ہے تو وہ اپنے لیے احرام، لباس اور دیگر ضروری اشیاء کی تیاری شروع کر دیتا ہے۔ مردوں کے لیے ان سلی چادریں احرام کے لیے ضروری ہوتی ہیں خواتین کے لیے خصوصی لباس ضروری نہیں تاہم خواتین عموماً سفید، کریم یا کسی ہلکے رنگ کا لباس ممکنی ضرورت کے مطابق سلواتی ہیں بعض اوقات کوئی عزیز بھی ایسا لباس تنفس میں دیتا ہے۔^(۲) بعض اوقات تو لباس دینے والے ساتھ یہ بھی شرط لگاتے ہیں کہ اس کو فالاں جگہ جیسے میدان عرفات میں یا طوف کرتے ہوئے یادیں جاتے ہوئے زیب تن کرنا ہے۔^(۳) لباس کے علاوہ دیگر ضروری اشیاء مثلًا، جوتے، برش، تولیہ، بیگ اور آجکل موبائل فون کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے تاکہ ایک دوسرے سے عبادت کے بعد رابط ممکن ہو سکے۔ حج اور عمرہ کی تیاری میں شہری علاقوں میں پیدل چلنے کی مشق بھی کی جاتی ہے تاکہ پیدل چلنے کی عادت ہو اور وہاں تھکاؤٹ کم ہو۔

دعوت کا اہتمام

جب حاجی کی رخصت کا مرحلہ تقریباً آتا ہے تو قریبی عزیزوں، ہمسایوں اور اہل محلہ کو دعوت دی جاتی ہے جس میں حیثیت کے مطابق کھانا پاک کر کھلایا جاتا ہے اور اس میں حیثیت کے ساتھ ساتھ بعض علاقوں میں روان کو بھی منظر رکھا جاتا ہے۔ رحیم بارخان کے بعض علاقوں میں یہ ضروری سمجھا جاتا ہے یہ کھانا اس طرح کا ہو جیسا ویسے پر پکایا جاتا ہے۔^(۴) اس دعوت میں اقرباً کے ساتھ ساتھ غرباً کو بھی شامل کیا جاتا ہے تاکہ شکرانہ ادا کیا جاسکے۔^(۵) انکے علاقے میں جاتے ہوئے دعوت نہیں کی جاتی بلکہ دعوت کا اہتمام واپسی پر کیا جاتا ہے۔^(۶)

شکرانے کی دلیکیں

بعض علاقوں میں یہ رواج ہے کہ اقرباً اور ہمسایوں کو کھانا پہلے دیا جاتا ہے جبکہ سفر پر نکلنے والے دن شکرانے کی دلیکیں پاک رہنی سبیل اللہ تقسیم کی جاتی ہیں تاکہ اللہ کی اس نعمت کا شکر ادا کرنے کے ساتھ ساتھ غرباً کی دعا میں حاصل کی جاسکیں تاکہ یہ مبارک سفر خیر و عافیت سے گزرے۔

قرآن خوانی یا مخالف میلاد کا اہتمام

بعض جگہوں پر یہ بات بھی رواج میں شامل ہے کہ حج و عمرہ کی تیاریوں میں قرآن خوانی کا اہتمام کیا جاتا ہے اور میلاد کروایا جاتا ہے اور پوری سبقتی یا محلے کو دعوت دی جاتی ہے اور جو اس میں شرکت نہ کرے اس کو ناراض سمجھا جاتا ہے اس لیے بعد میں ناراضگی کی وجہ دور کر کے اس کو منایا جاتا ہے۔ میلاد کے اخراجات میں لوگ شرکت کرتے ہیں گھروالے مٹھائی کا اہتمام کرتے ہیں جبکہ مقرر کے لیے پیسے اور تھائے امداد بھی کے اصول کے تحت اکٹھے کیے جاتے ہیں۔ (۱۱) یقیناً ناراضگی دور کرنے کا مقصد بھی ہے کہ حقوق العباد معاف کروانے کے اس سفر پر جائیں۔ چکوال کے علاقے میں بعض لوگ دربار پر بھی جاتے ہیں ان لوگوں کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ ہر ضروری کام سے پہلے پیر کے در پر حاضری دی جائے۔ (۱۲)

تحقیق تھائے کے تباہ لے

حج اور عمرہ کا سفر چونکہ بہت مقدس اور معتری ہوتا ہے اس کا اہتمام بھی خصوصی ہوتا ہے۔ اکثر علاقوں میں یہ رواج پایا جاتا ہے کہ حاجی سے ملنے جانے والے لوگ اپنے ساتھ تھائے تھائے بھی لے کر آتے ہیں جو اس بات کا اظہار ہوتا ہے کہ خوش بختی نے تمہارے دروازے پر دستک دی ہے جو تمہیں اس مقدس سفر کا بلاوا آیا ہے۔ (۱۳) خوشاب کے علاقے میں یہ رواج بھی موجود ہے کہ عزیز واقرباً سفر کے اخراجات میں معاونت کے لیے مالی مدد بھی کرتے ہیں جس کا باقاعدہ اندر ارج کیا جاتا ہے تاکہ اس کو لوٹایا بھی جاسکے جب وہ حج پر جائیں (۱۴) البتہ جہلم کے علاقے میں اگر کوئی مدد کرے تو اسے بہت برا سمجھا جاتا ہے۔ (۱۵) وہاڑی کے علاقے میں بھی رشتہ برادری کی مدد کا تصور موجود ہے اور یہ مدد روپوں کے ہار یا نقدی کی صورت میں کی جاتی ہے اس کو باقاعدہ نوٹ کیا جاتا ہے اور حاجی کے ذمے ادھار سمجھا جاتا ہے۔ (۱۶) مشترکہ دعا کی جاتی ہے۔ تاہم بعض علاقوں میں یہ رواج ہے کہ جب حاجی حج یا عمرہ سے واپس آتا ہے تو عزیز واقرباً اس کی دعوت کرتے ہیں اور اس کو تھائے تھائے سے نوازتے ہیں۔ یہ تباہ تھائے تھائے خواہ خصتی سے قبل ہو یا واپسی کے بعد مقصد ایک ہی ہوتا ہے اور اس مبارک موقع پر خوشی کا اظہار ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا دو تھائے واپس میں تھائے دیا کہ رواں سے باہم محبت پیدا ہوتی ہے۔

مبارک باد کے سلسلے

جیسے ہی کسی کی حج یا عمرہ کی درخواست قبول ہو جاتی ہے تو ہر ملنے جلنے والے اور عزیزوں کو جیسے جیسے اطلاع ملتی جاتی ہے مبارک باد کے سلسلے شروع ہو جاتے ہیں۔ چند عشرے قبل تو یہ اطلاع ذرادری سے ملتی تھی۔

خط کے ذریعے، یا کسی کے آنے جانے پر یا جن کے پاس ٹیلیفون تھا ان کو اطلاع دے دی جاتی تھی لیکن اب موبائل ہرگز میں اور ہر باتھ میں موجود ہے اس لیے درخواست کی منظوری کے چند منٹ بعد ہر عزیز کے گھر میں یہ خوشی کی خبر پہنچ چکی ہوتی ہے اور فوراً ہی مبارک باد کے ابتدائی پیغام آنا شروع ہو جاتے ہیں البتہ باقاعدہ مبارک باد کے لیے عموماً ملاقات کی جاتی ہے اس طرح یہ سلسلہ عزیزوں سے ملنے کا اک بہانہ بھی بن جاتا ہے۔ اگر کوئی مبارک باد نہ دے تو اسے اچھا خیال نہیں کیا جاتا اور یہ سمجھا جاتا کہ متعلقہ فرد کو اس کے حج یا عمرے کی دلی خوشی نہیں ہے۔

اور مبارک باد کے یہ سلسلے راستے میں بھی چلتے ہیں یہاں تک کہ ایئر پورٹ پر کام کرنے والا عملہ تک مبارک باد پہنچ کرتے ہیں اور حج فلاں کا عملہ بھی باقاعدہ حا جیوں کو مبارک باد پہنچ کرتا ہے اصل میں ہر مسافر کی منزل کا تعین محض دور سے مسافر کو دیکھ کر ہی کرنا ناممکن ہوتا ہے۔ لیکن یہ سفراتاً معتبر ہے کہ دور سے دیکھنے والے بھی منزل کا تعین کر لیتے ہیں کہ یہ ضیوف الرحمن ہے۔ اور یہ محبت و عقیدت نگر کا مسافر ہے۔ ڈاکٹر آصف جاہ محمود مبارک بادیوں کے اس سلسلے کے بارے میں لکھتے ہیں ”ودون سے گھر میں ایک جشن کا سماں ہے۔ شر قبور سے، سر گودھا سے، راولپنڈی سے، کراچی سے بلکہ ملک بھر سے کالزا اور SMS کا سلسلہ رات بھر جاری رہا۔ جانے والے اور نہ جانے والے سب آرہے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درپر سلام پہنچانے اور دعاوں کی درخواست کر رہے ہیں۔ محبت سے، عقیدت سے مل رہے ہیں، حج سے پہلے ہی ہم متبرک اور مقدس ہو گئے ہیں۔“ (۱۷)

گھر سے رخصتی کا منظر

جب اس سفر کے لیے رخصت ہونے کا مرحلہ آتا ہے تو عموماً ہر علاقے میں باقاعدہ سب اعزہ و اقرباً متعلقہ فرد کے گھر آتے ہیں اور مٹھائی یا تختے تھائف لے کر آتے ہیں۔ زائر دعوت کا اہتمام کرتا ہے جس میں عزیز و اقربا کے علاوہ دوست اور ہمسائے بھی شریک ہوتے ہیں اور علاقے کے غربیوں کو بھی اس کھانے میں شریک کرنے کا اہتمام کیا جاتا ہے اور دعوت کا کھانا عموماً ایسا تیار کیا جاتا ہے جیسا دعوت و لیہہ کا ہوتا ہے۔ اس روز کی گہما گہما یہ باور کروار ہی ہوتی ہے کہ وہ شخص بہت خوش قسمت ہے جو اللہ کا مہمان بن رہا ہے۔ لوگ حسرت بھری نظرؤں سے اس کو دیکھتے ہیں اور دل ہی دل میں یہ دعا میں مانگ رہے ہوتے ہیں کہ اللہ ان پر بھی یہ وقت جلد لائے اور وہ بھی اس سفر پر جائیں۔ جب حاجی گھر سے رخصت ہوتا ہے تو سب لوگ اسے الوداع کہنے کے لیے دروازے پر موجود ہوتے ہیں اس خوشی کی خبر کی اطلاع ساری بستی والوں کو ہوتی ہے جن کو دعوت

میں نہ بھی بلا یا جائے وہ دعوت کے بعد یا پہلے مبارک باد دینے کے لیے ضرور آتے ہیں اور جو شخص یہ سعادت حاصل کرنے جا رہا ہوتا ہے سب اس کی طرف رشک بھری نگاہوں سے دیکھتے ہیں اور دل ہی دل میں اس کی خوش بختی پر رشک کیا جاتا ہے۔ رخصت کے دن پوری بستی میں جشن کا سماں ہوتا ہے اب تو سرم ورواج میں کچھ تبدلی آتی جا رہی ہے ورنہ آج سے دو عشرے پہلے بستی والوں کی اکثریت حاجی کے ساتھ خوشی پیدل چلتی تھی اور قریبی ٹاؤن یا قصبه تک پیدل اس کے ساتھ چل کر خوشی کا اظہار کرتے تھے، نعمت پڑھ کر عقیدت و احترام کے پھول نبی مہرباں پر چھاور کرتے تھے۔ اور بڑے اعزاز اور اکرام کے ساتھ اس کو سواری میں بھاتے ہیں اب تو گھر سے ہی سواری میں بھادرا جاتا ہے۔ حاجی کے گلے میں پھولوں کے بے شمار ہڑاؤں کا اظہار کیا جاتا ہے کہ تم بہت خوش قسمت فرد ہو جئے یہ سعادت حاصل ہونے جا رہی ہے۔ اور اسی طرح واپسی پر استقبال میں خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے۔ جب کہ دو تین عشرے پہلے ہمارے گاؤں میں رواج ختم ہو چکا ہے اب حاجی کا باقاعدہ اعلان ہوتا تھا کہ حاجی رخصت کرنے جانا ہے اور مرد و خواتین بھوم کی صورت میں دور تک اسے پیدل چھوڑنے جاتے تھے اور باقاعدہ نعمت پڑھتے ہوئے جاتے تھے مثلاً خواتین کا کورس کی صورت میں پڑھنا

بیڑہ محمد والا لیندا پیا تاریاں

جس نے مدینے جانا کرلو تیاریاں

آج برسوں بعد بھی مجھے یاد ہے اور اس کے یاد آتے ہی کسی حاجی کی رخصتی کا منظر نگاہوں میں گھوم جاتا ہے۔ (۱۸) لیکن وقت کے ساتھ اب ہمارے علاقے میں یہ رواج ختم ہو چکا ہے اب حاجی کو گھر کی دلیز ہی سے سوار کر دیا جاتا ہے اور وہ گھما گھی اور خوشی کا اظہار بھی بدلتا جا رہا ہے۔

پھولوں کے ہار اور گلدستے

خوشی کے اظہار کے لیے پھولوں کے ہار پہنانے جاتے ہیں پہلے گوٹے کے ہار پہنانے جاتے تھے بعض علاقوں میں نوٹوں کے ہار پہنانے جاتے ہیں جو خوشی کے اظہار کے ساتھ ساتھ حاجی کی مالی مدد کا باعث بھی بنتے ہیں۔ البتہ شہری علاقوں میں عموماً پھولوں کے ہار پہنانے جاتے ہیں لیکن بعض علاقوں میں بد لے کا تصور بھی موجود ہوتا ہے اگر کسی نے نوٹوں کے ہار ڈالے ہوں تو اس کو بھی جواباً نوٹوں کے ہار ہی ڈالے جاتے ہیں۔ جہاں جہاں سے حاجی گزرتا ہے ہاروں سے گر گر کر پھولوں کی پیتاں راستوں کو بھی گل و گلزار کر دیتی ہیں۔ حج فلاٹس کے دنوں میں ایز پورٹ پر پھولوں کی بھرمار ہوتی ہے ہر طرف سرخ گلاب کی پیتاں یہ باور کراتی ہیں کہ یہاں سے ابھی کوئی کسی یادگار سفر پہنچا ہے اور اپنے قدموں کے نشان پھولوں کی صورت میں

چھوڑ گیا ہے۔

پھولوں کا پہنایا جانا خوشی کا اظہار سمجھا جاتا ہے یہاں تک کہ باقاعدہ نعمتوں میں بھی اس کا اظہار کیا جاتا ہے۔

مینوں پاؤ پھلاں دے ہار

مینوں کروٹیٰ تیار

مینوں ملو وار و وار

میں مدینے چلی آں

شہری علاقوں میں طبقہ امرا میں گلے میں ہارڈائنے کی بجائے گلدستے پیش کرنے کا رواج ہے تاہم گلدستے ہوں یا ہارنگر نگ پھولوں کو حاجی کے اوپشار کرنے کا مقصد اس سفر کی اہمیت واضح کرنا ہوتا ہے۔ جو لوگ حاجی کو ملنے گھر نہیں جاتے وہ پھولوں کا ہارہاتھوں میں تھامے ایز پورٹ پر کھڑے ہوتے ہیں تاکہ وہ انہیں رخصت کرتے ہوئے اپنی محبت و عقیدت کا اظہار کر سکیں۔ یوں وہ فرد جو حج یا عمرہ پر جارہا ہوتا ہے وہ اس وقت سب سے اہم فرداً شمار ہو رہا ہوتا ہے۔ حج فلاٹ کے وقت ایز پورٹ کے برآمدے اور انتظار گاہیں سرخ گلاب کی پیوں سے اٹی پڑی ہوتی ہیں۔ اور اگر کوئی وقت رخصت پھولوں کے بغیر آئے تو اسے محبت کی کمی کا اظہار شمار کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر طاہرہ بشارت کا کہنا ہے بعض خاندانوں میں پھولوں کے ہارکی بجائے گلدستے اور گھرے پہنانے کا رواج ہے تاہم پھول سرخ رنگ کے ہی پسند کیے جاتے ہیں۔ (۱۹)

ایز پورٹ تک کاسفر

اہل محلہ اور ہمسایے گھر سے ہی رخصت کر دیتے ہیں جبکہ قریبی عزیز اور دوست احباب ایز پورٹ تک رخصت کرنے جاتے ہیں عموماً اس سلسلے میں تین چار گاڑیوں کا انتظام کیا جاتا ہے اور باقاعدہ قافلے کی صورت میں ایز پورٹ تک چھوڑنے جاتے ہیں۔ (۲۰)

ایز پورٹ سے رخصتی

ایز پورٹ سے رخصتی میں قریبی عزیز اور دوست جو پہنچ سکتے ہوں وہ رخصت کرتے ہیں اور اس کو عزیز و اقرباً کی جانب سے ایک اعزاز سمجھا جاتا ہے۔ رخصت کرنے والے افراد جب حج پر جائیں تو انہیں بھی جواباً اسی طرح رخصت کیا جاتا ہے گویا یہ اعزاز ایک ان دیکھا اور ان لکھا قرض ہوتے ہیں جنہیں ادا کر کے قرابت داری یا دوستی و محبت کے بندھن مضبوط ڈوری سے باندھے جاتے ہیں۔

قیامِ مکہ و مدینہ میں عزیزوں کے لیے دعائیں

حاجیوں کو رخصت کرتے وقت ہر فرد یہ درخواست کرتا ہے کہ ”مجھے اپنی دعاوں میں یاد رکھنا“۔ بعض لوگ خصوصی دعاوں مثلاً اولاد یا نرینہ اولاد، شادی پیاہ، اچھے برکات مانیا بچوں کی اچھی تعلیمی کارکردگی، یا کسی بیماری سے شفاء، نافرمان اولاد کی فرمائبرداری یا کسی بھی مخصوص مقصد کے لیے دعائماً نگئے کی درخواست کرتے ہیں اور اگر کوئی اطلاع دیجے بغیر حج و عمرہ پر چلا جائے تو گلہ ان الفاظ میں ہوتا ہے ”کہ ہمیں اس لیے اطلاع نہیں دی کہ کہیں دعائماً نگئے کا نہ کہہ دیں“۔ بعض لوگ بھول جانے کے خدشہ سے لوگوں کی دعائیں اپنی ڈائری میں نوٹ کر لیتے ہیں۔ اور عملًا ایسا ہوتا کہ حرم میں کہیں بھی آپ دعا کے لیے ہاتھ اٹھائیں تو دعا کے لیے کہنے والے سب نام بنام اور مقصد کے ساتھ کو خود بخوبی دیا جاتے ہیں۔ واپسی پر ملتے ہی سب سے پہلا یہ سوال ہوتا مجھے دعاوں میں یاد رکھتا تھا؟ قابضہ رابعہ دعاوں کے لیے کہنے والوں کو دعاوں میں یاد رکھنے اور ان کو مختلف گروپس میں تقسیم کرنے کے بارے میں لکھتی ہیں ”بے اولادوں کا گروپ، بے روزگاروں کا گروپ، ہدایت کے طلبگاروں کا گروپ، شادی کے خواہشمندوں کا گروپ، الغرض ہر گروپ سے نام ذہن میں لا کر دعا کی۔“ (۲۱) بعض دیہات میں یہ روانج پایا جاتا کہ حاجی یا حاجن کو میسے دینے جاتے ہیں کہ حرم کے کوتوروں کو دانہ ڈال دینا۔ میں نے عمرہ کے بعد چند خواتین کو دیکھا کہ وہ کوتوروں کو ڈالے ہوئے دانے میں سے کچھ چین رہی تھیں پوچھنے پر بتا چلا کہ اس علاقے کے لوگوں میں مشہور ہے کہ اس دانے میں سے اگر جو مل جائے تو بے اولاد خواتین کے کھانے سے اللہ ان کو صاحب اولاد کر دیتے ہیں۔ (۲۲) اکثر لوگ اپنے لیے فن زم زم سے دھوکراتے ہیں۔

تحفے تحائف کی خریداری

چونکہ حاجی ایک با سعادت سفر ہے اس لیے اس کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ سب کے لیے تحفے تحائف لے کر جائے تاکہ اس پر خلوص محبت کا جواب دیا جاسکے جو وقت رخصت اعزاء اوقت بانے پیش کی تھی۔ تحفے تحائف میں ٹوپی، جائے نمازی، سنتی، رومال، دوپٹے، خواتین کے لیے کڑے، جب، انگوٹھیاں، چھلے، کھجور، زم زم، سرمه، پودینہ یا بعض جڑی بوٹیاں وغیرہ خریدی جاتی ہیں۔ اب ان تحائف میں مارکیٹ میں تبدیلی کے ساتھ گھٹیاں، کھلونے، الکٹریک اشیاء، جوتے، ٹیبل میٹ، لوشن، جرابیں وغیرہ شامل ہو چکی ہیں۔ اس سرز میں کی تو ہر شے انمول تھنہ ہے بیہاں تک کہ وہاں سے ملنے والے سوکھے پھول بھی تھنہ پیش کیے جاتے ہیں۔ نیم حجازی وہاں سے لائے جانے والے تحائف کے بارے میں لکھتے ہیں ”مدینہ کے سات قدیم کنوں

کے پاس ایک باغ تھا، ایک کیاری میں گلاب کے پھول کھلے تھے، مالی نے ہمارا خیر مقدم کیا اور گلاب کے پھولوں کی جھوٹی بھر کر پیش کر دی۔ میں ان خشک پھولوں کی پیتاں کئی دوستوں میں تقسیم کر چکا ہوں۔“ (۲۳)

والپسی پر ایئر پورٹ پر استقبال

والپسی پر ایئر پورٹ پر استقبال کے لیے عزیز و اقربا کے جمع ہونے کا رواج بھی دیہی اور شہری دونوں علاقوں میں موجود ہے۔ شہری علاقوں میں عزیز و اقربا کی اکثریت ایئر پورٹ پہنچ جاتی ہے جبکہ دیہی علاقوں میں ایک دو گاڑیوں کا انتظام کیا جاتا ہے اور ان میں جتنے قریبی افراد سائیں وہ ایئر پورٹ آتے ہیں۔ والپسی پر بھی پھولوں کے ہاروں کے ساتھ خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے اور اس سے پھراپنے لیے دعا مانگنے کی درخواست کرتے ہیں کیونکہ وہ گناہوں سے پاک ہو کر آیا ہے اس لیے اس کی دعا زیادہ قبول ہونے کی امید ہوتی ہے۔ میانوالی کے علاقے میں عزیزوں کو اطلاع دے دی جاتی ہے جس نے ایئر پورٹ سے لینے جانا ہو وہ خود اپنی سواری کا انتظام کر کے جائے۔ (۲۴) ممتاز مفتی اسی خوبصورت استقبال اور بد لے ہوئے انداز کا تذکرہ اپنے مخصوص رنگ میں کرتے ہوئے لکھتے ہیں ”میں نے کراچی سے روائی کی جنگ کی خبر کسی کو نہ دی تھی لیکن جب میرا طیارہ اسلام آباد پہنچا اور میں باہر کلا تو پیرزادہ نور محمد وانی آغا، سبھی موجود تھے، انہوں نے مجھے گھیر لایا، میری گروں ہاروں سے لدگی، پیرزادہ نے ہٹ جاؤ ہٹ جاؤ کانغرہ لگایا اور پھر اپنا کمرہ نکال کر میری تصویر کھینچنے لگا۔ اس اہتمام پر خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی۔ دل بیلوں اچھلا لیکن مجھے محسوس ہونے لگا کہ بات نہیں بنی، اہتمام تو تھا، پھولوں کے ہار بھی تھے، مسکراہٹوں بھرا خیر مقدم بھی تھا لیکن وہ تقدس بھرا احترام نہ تھا۔ میں نے کئی بار بہانے بہانے ہاتھ آگے گے بڑھایا لیکن کسی نے اس کو نہ چوما، کوئی سینے پر ہاتھ باندھ کر میرے رو بروکھڑانہ ہوا کسی نے میری بات کو موتی سمجھ کر نہ اٹھایا۔“ (۲۵)

گھر اور محلہ میں استقبال

سب عزیزوں کا ایئر پورٹ تک جانا ممکن نہیں ہوتا اس لیے باقی عزیز و اقربا، احباب دوست اور ہمسائے دروازے کی چوکھت تھامے، پھولوں کے ہار لیے منتظر ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے گھر کی زیارت کی سعادت حاصل کرنے والے شخص کی تعظیم و تکریم میں کوئی کمی نہ رہ جائے۔ بعض علاقوں میں حاجی کی والپسی کے دن کا اعلان کیا جاتا ہے تاکہ لوگ اپنی مصروفیات کو اس طرح ترتیب دیں کہ استقبال کے وقت اپنے کاموں سے فارغ ہو چکے ہوں۔ بعض دیہات میں گاؤں سے پہلے ہی حاجی سواری سے اتر جاتا ہے اور لوگ قافلے کی

صورت میں اس کو گاؤں لے کر جاتے ہیں۔ قاتمة رابعہ لکھتی ہیں ”آج بھی یاد ہے اپنے والدین کا حج پر جانا اور آنا۔ ان کی والپسی سے قبل گروں میں سفیدی کرائی گئی، خوش آمدید کے چارٹ لگائے گئے، یہاں تک کہ جب چھوٹے پچھا، پچھی حج کے لیے گئے تو ابادی (مرحوم) نے دیواروں پر اہل و سہلہ مرجباموٹا موٹا کر کے لکھا ہوا تھا۔ یہ چیز طے شدہ تھی کہ اللہ کے گھر سے آنے والوں کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنا بھی عبادت ہے۔ (۲۶) ڈاکٹر آصف جاہ محمود اس خوبصورت استقبال کے بارے میں لکھتے ہیں۔ والپسی پر ”گھر کا نقشہ ہی بدلا ہوا تھا درود دیوار نئے اور سچ ہوئے لگ رہے تھے۔ گھر کے باہر بڑے بڑے لفظوں میں خوش آمدید لکھا ہوا تھا۔ بچوں نے آتے ہی پھول پیوں اور خیر مقدمی پرے کی بوچھاڑ کر دی۔ پچھے گزشتہ دورالتوں سے گھر کی سجاوٹ میں لگے ہوئے تھے۔ رونقیں ہی رونقیں تھی۔ خوشیاں ہی خوشیاں تھی سب کچھ دیکھ کر سفر کی تکان اتر گئی۔“ (۲۷)

زم زم، بھجور اور دیگر تھائے

حاجی والپسی پر سب کے لیے خنثی تھائے لاتا ہے جن میں ملنے آنے والوں کو بھجور اور زم زم فوری طور پر پیش کیا جاتا ہے اور دیگر تھائے چند دن بعد پیش کیے جاتے ہیں عمومی طور پر مردوں کے لیے ٹوپی، تسبیح، جائے نماز، خوشبو اور رومال لایا جاتا ہے۔ خواتین کے لیے دو پٹے، حجاب اور کڑے وغیرہ لائے جاتے ہیں۔ پہلے لوگ حاجی سے بعض اشیاء پیسے دے کر منگوائے تھے مثلاً زیور یا کمل وغیرہ لیکن اب ہر چیز ہر جگہ دستیاب ہونے کی بنایہ رجحان کم ہوتا جا رہا ہے۔ زم زم بھجور اور دیگر تھائے کو پیش کرنے کے لئے باقاعدہ چھپائی والے لفافے اور چھوٹی بویلیں زم زم کے لیے بازار میں دستیاب ہوتی ہیں اور حاجی کی والپسی سے قبل گروں والے ان کی فراہمی کا بندوبست کر لیتے ہیں۔ ائک کے علاقے میں چھلے لانا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ جھنگ کے علاقے میں رخصتی کے وقت تھائے لانے کی فرمائش کی جاتی ہے اور اس کو تبرک کہا جاتا ہے۔ (۲۸) ڈاکٹر جیلہ شوکت کہتی ہیں کہ وزن کی تحدید کی بنا پر اب لوگ پاکستان سے ہی تھائے خرید لیتے ہیں جبکہ اس سے پہلے وہیں سے لانا ضروری سمجھا جاتا تھا۔ اب اکثر لوگ جانے سے پہلے ہی جائے نماز وغیرہ خرید کر رکھ جاتے ہیں تاکہ والپسی پر پیش کر سکیں (۲۹)

انفرادی ملاقاتیں

فوری طور پر ملنے والے لوگ حاجی کی سفر کی تھکاوٹ کے پیش نظر مختصر ملاقات کرتے ہیں اور چند دن بعد

پھر خصوصی ملاقات کی جاتی ہے جس میں اس کے سفر کے بارے میں اور اس پا بر کت دھرتی کے بارے میں بیشمار سوال کیے جاتے ہیں۔ سفرِ حج کے دوران حاجی کی صحت اور دیگر مسائل کے بارے میں پوچھا جاتا ہے۔ پوچھنے والوں کی آنکھوں میں ابھرنے والا اشتیاق یہ بتارہا ہوتا ہے کہ وہ بھی اس وقت عالمِ خیال میں حاجی کے ہمراہ اسی شہری سر زمین میں موجود ہیں جہاں کا لے اور سنہری غلاف میں لپٹا کعبہ کھڑا ہے لوگ دیوانہ وار چکر پہ چکر لگا رہے ہیں اور ”اللہا کبر“ کی دل آویز صدائیں سنائی دیتی ہیں۔ کہیں حضرت ہاجر پانی کی تلاش میں بےتابی سے بھاگ رہی ہیں اور چشم زدن میں اس کھجوروں بھری وادی میں جا پہنچتے ہیں جس سر زمین میں رحمتِ عالم کی رحمت و شفقت کے انہٹ نشان موجود ہیں۔ حاجی اپنے ساتھ پیش آنے والے احوال و واقعات بڑی خوشی سے سناتا ہے جنہیں سن کر مستقبل کے عاز میں حج و عمرہ جہاں اپنی خواہش کو مہیز دیتے ہیں وہاں وہ ناخونشوار واقعات سے نجٹے کی منصوبہ بنندی بھی دل میں کرتے ہیں۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے

کس طرف لے جا رہی ہے تجھ کو قدرت کھینچ کر

میرے دل کی حرتوں سے پوچھ لے اس کا جواب

جو خدا کا گھر دیکھے اور نبیؐ کی خوابگاہ

کون جانے اس نگاہ کی تباہ کی کا حساب

اجتماعی دعوییں

بعض علاقوں میں واپسی پر حاجی کی طرف سے دعوت کا اہتمام کیا جاتا ہے تاکہ عزیز و اقرباً ایک ہی بار آکر مل جائیں اور بعض لوگ واپسی پر خیر و عافیت سے حج و عمرہ کی ادائیگی اور بخیریت واپسی کے شکرانے کے طور پر غریبوں کے کھانے کا اہتمام کرتے ہیں۔ اور عزیز و اقرباً بھی واپسی پر حاجی کے اعزاز میں دعوت کا اہتمام کرتے ہیں۔ پہلے الگ الگ ہر شخص دعوت کا اہتمام کرتا تھا اب مصروفیت کی بنا پر یہ رحجان بڑھتا جا رہا کہ ہمسائے انفرادی دعوت کی بجائے سب مل کر دعوت دے دیں اس طرح وقت کی بچت ہوگی۔ بعض علاقوں میں واپسی پر بھی حاجی کے لیے دعوت کے ساتھ تحفے تھائے پیش کرنے کا رواج موجود ہے۔

شکوئے شکا بیتیں

اگر کسی کو واپسی کی اطلاع نہ دی جائے تو اس بات کا برا منایا جاتا ہے۔ اور اس ناراضگی کا اظہار باقاعدہ شکوئے شکا بیتیں کی صورت میں کیا جاتا ہے کہ شاید ہمیں اس لینبھیں بتایا کہ ہماری اہمیت کم ہے۔ جو جتنا قریبی

ہوتا ہے اس کو اطلاع دینا اتنا ہی ضروری ہوتا ہے ورنہ ناراضگی کا امکان ہوتا ہے۔

خواتین زائرات حج و عمرہ

خواتین زائرات کا اگرچہ خصوصی احرام نہیں ہوتا تاہم وہ اپنے لیے بلکہ رنگ کے لباس سلواتی ہیں اور آجکل خواتین کو تحائف میں گاؤں دینے کا رواج بڑھتا جا رہا ہے کیونکہ پاکستانی حکومت کی جانب سے بھی تاکید کی جاتی ہے کہ خواتین کھلے اور ڈھیلے لباس میں آئیں تاکہ ستر و حجاب کے اسلامی قانون کی پابندی ہو سکے۔

غلیل احمد حامدی پاکستانی خواتین کی جانب سے حجاب کے ضمن میں روکنگی جانے والی بے احتیاطی کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”پاکستانی خواتین جب احرام سے فارغ ہوتی ہیں تو ان میں سے اکثر ویژت نہایت شوخ اور بھڑکیلے جوڑے پہن کر حرم شریف آتی ہیں۔ بلکہ بعض اوقات لباس اس قدر تنگ ہوتا ہے کہ عریانی کی تعریف میں آجاتا ہے۔ ان کے سر پر دو پڑوٹھہرتا ہی نہیں یوں سر کے بال بار بار ننگے ہوتے رہتے ہیں چنانچہ دنیا بھر کے علماء نے پاکستانی خواتین کے اس انداز پر اعتراض کیا ہے“ (۳۰)

بچوں کا حج و عمرہ

حج میں حفاظت کے پیش نظر چھوٹے بچوں کی شرکت پر پابندی ہے اس لیے بچے نہیں جاتے البتہ عمرہ میں ایسے زائرین عمرہ بھی ہوتے ہیں جو اپنی پرام سمیت اللہ کے حضور جا حاضر ہوتے ہیں۔ چونکہ اب حج اور عمرہ کے رہنمائی میں اضافہ ہو رہا ہے اس لیے جوانی میں حج اور عمرہ کو ترجیح دی جاتی ہے۔ ذراائع آمد و رفت میں سہولت کی بنابر صغار سن بچوں کے ساتھ سفر کرنا ممکن ہو گیا ہے اس لیے چھوٹے چھوٹے زائرین عمرہ کی ایک بڑی تعداد حرم میں موجود ہوتی ہے۔ اور معصوم سے چہرے احرام باندھے ایسے لگتے ہیں جیسے کسی ملکوتی حسن کے مالک ہوں۔ اور بعض زائرین عمرہ تو ابھی پاؤں پاؤں چلانا بھی نہیں شروع ہوئے ہوتے کہ اللہ کے گھر کے طواف کی سعادت حاصل کر لیتے ہیں۔

والپسی پر حج و عمرہ کے واقعات سنانا اور اشتیاق پیدا کرنا

دیکھی علاقوں میں ایک عرصے تک زائرین سے اللہ کے گھر کی داستانیں بڑے ذوق و شوق سے سنی جاتی ہیں اور یہ واقعات سننے والوں کی آتش شوق کو گرماتے ہیں۔ شہروں میں اگرچہ مصروفیت کی بنابر چند دنوں بعد

زندگی معمول کی ڈگر پر چل پڑتی ہے۔

تصویری کاررواج

پہلے خصتی واستقبال کے موقع پر تصویریں بنانے کا رواج نہیں تھا لیکن اب یہ رواج بڑھتا جا رہا ہے
موباکل نے اسے مزید آسان بنادیا ہے بعض لوگ با قاعدہ اس کی بھی مودوی بناتے ہیں۔ اب تو بعض نادان
لوگ حرم میں بھی تصویری کش میں مصروف نظر آتے ہیں اور یہ بحاجان بالکل ٹھیک نہیں۔

رسوم و رواج اور شریعتِ اسلامیہ

چونکہ حج اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ہے اس کی بہت تر غیب دی گئی ہے اور اس سے بے نیازی
اختیار کرنے والے کے لیے سخت ترتیب موجود ہے، اس لیے اسلامی معاشرہ میں اس فرد کی بہت تعظیم کی جاتی
ہے جو یہ فرضہ ادا کر کے گناہوں سے پاک ہو کر آئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاجی کی تعظیم کرتے تھے اسے دعا کے لیے کہتے تھے اور اس کی دعوت بھی فرماتے
تھے۔ امام بخاریؓ روایت کرتے ہیں:

((حدثنا معلى بن اسد حدثنا يزيد بن زريع حدثنا خالد عن عكرمة عن ابن عباس رضى الله عنهما قال لما قدم النبي صلى الله عليه وسلم مكة استقبلته اغيلمه بنى عبد المطلب فحمل واحداً بين يديه و آخر خلفه)) ح ١٧٣
معلی بن اسد، یزید بن زریع، خالد، عکرمہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مکہ میں پہنچ گئی عبد المطلب کے لڑکوں نے آپ کا استقبال کیا آپؐ نے ایک لڑکے کو اپنے سامنے اور
دوسرے کو اپنے پیچھے بٹھایا۔

حاجی کے استقبال اور اس سے اپنے گناہوں کی معافی کی درخواست کرنا پسندیدہ ہے مسند احمد میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان مبارک موجود ہے فرمایا:

((حدثنا عفان حدثنا محمد بن الحارث الحارثي حدثنا محمد بن عبد الرحمن بن البيلمانى عن أبيه عن عبد الله بن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا لقيت الحاج فسلم عليه و صافحة و مره أن يستغفر لك قبل ان يدخل بيته فإنه مغفور له)) ح ١٠٩

حضرت ابن عمرؓ سے مردی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب کسی حاجی سے ملوٹا سے سلام کرو اس سے مصافحہ کرو اور اس کے اپنے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اپنے لیے بخشش کی دعا کرو اور کیونکہ وہ بخشش بخشایا ہو ہے۔

((حدثنا وكيع عن اسماعيل بن عبد الملك عن حبيب بن أبي ثابت قال

خرجت مع ابن عمر نلتقي الحاج فسلم عليهم قبل ان يتذنسوا)) ح ١٥٣

حبيب بن أبي ثابت كهتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ کلاتا تھا کہ حاج کرام سے ملاقات کریں اور انہیں گناہوں کی گندگی میں ملوٹ ہونے سے پہلے سلام کر لیں۔

زارین حج و عمرہ کا استقبال کرنا شریعت کی رو سے پسندیدہ اور مستحسن ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب حضرت معاذ بن جبل کو یمن بھیجا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں خود رخصت فرمایا۔ یہ حقیقت ہے:

عن عاصم بن حميد السكوني ان معاذ بن جبل لما بعثه النبيُّ الى اليمن فخرج
النبيُّ يوصيه ومعاذ راكب ورسول الله يمشي تحت راحلته فلما فرغ قال يا
معاذ انك عسى أن لا تلقاني بعد عامي هذا ولعلك أن تمر بمسجدى وقبرى
فبكى معاذ خشعاً لفرقان النبيِّ . (٣١)

اسی طرح حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت اسامہ بن زید کے لشکر کو خود الوداع کیا۔

فهذا أبو بكر يودع جيش اسامه بن زيد . (٣٢)

ایک اور روایت میں آیا ہے:

ثم خرج ابو بکر للجيش وأشخصهم وشيعم وهو ماش وأسامه راكب . (٣٣)

اور آپؓ نے جیش اسامہ کی واپسی پر بھی صحابہ کرام کے ساتھ ان کا استقبال کیا۔

علامہ المادریؒ لکھتے ہیں:

وخرج ابو بکر رضي الله عنه مع المهاجرين والانصار مستقبلين لهم سروراً

بسالمتهم . (٣٤)

اس سے استدلال کیا جاسکتا ہے کہ امیر (حضرت معاذؓ) اور سپہ سالار (اسامہ بن زیدؓ) کے رخصت واستقبال کے وقت مشایعت خود فرمائی اور زائرین حج و عمرہ اللہ کے گھر کی زیارت سے واپس آرہے ہیں اور گناہوں سے پاک اور صاف ہیں۔ لہذا آگے بڑھ کر احترام کے ساتھ ان کے استقبال میں کوئی شرعی تباہت

نہیں ہے۔ البتہ غیرشرعی امور کے ارتکاب سے احتراز کرنا چاہیے۔

چونکہ حج خوش بختی کا سفر ہے اس لیے ہر علاقے میں خوشی کے اظہار کا اپنا طریقہ ہے اور اگر یہ قرآن سنت کیخلاف نہ ہو تو ہر فعل جائز ہے کیا نکہ رسوم و رواج بھی اسلامی قانون کا مأخذ ہیں۔ ڈاکٹر عبدالکریم زیدان لکھتے ہیں ”عرف صحیح وہ ہے جو شریعت کی کسی نص سے نکلا تاہم ہو اور اسکے سبب کسی ایسی مصلحت جس کا شریعت نے اعتبار کیا ہو فوت نہ ہوتی ہو اور نہ یہ کسی ایسی خرابی کے حصول کا ذریعہ ہو جس کا گمان غالب ہو۔“ (۳۵) اگر اس اصول کو مدد نظر کھا جائے تو خوشی کے اظہار کے تمام طریقے جائز ہیں جن میں شریعت کی خلاف ورزی نہ ہو اور اس سے مراد حاجی کی تقطیم ہو اور اس سفر کی اہمیت اجاگر کرنا ہو۔ بعض اوقات لوگ خوشی کے اظہار میں غیر شرعی امور کا ارتکاب کر گزرتے ہیں۔ جن سے احتیاط برتنے کا مشورہ دیتے ہوئے خلیل احمد حامدی لکھتے ہیں ”میرے حاجی بھائی! پیش آپ کے دوست احباب آپ کو رخصت کرنے کے لیے آئیں مگر آپ خود بھی سر اندگی و انسار اور عبیدیت کی شان سے نکلیں اور اپنے وداع کرنے والوں کو بھی مشورہ دیں۔ جلوس، ڈھول تاشے، نوٹوں کے ہار اور پھر جلوس میں بے پرده ٹرکیوں اور کچھ آوارہ مزاج ٹرکوں کی شمولیت سفر حج کو روحانیت سے خالی کر دیتی ہے۔ اس موقع پر میں حاجی صاحب کے اعزہ و احباب کو بھی یہ مشورہ دوں گا کہ گوہ خود حج پر نہیں جا رہے مگر ایک حاجی کو شرعی طریقے سے رخصت کرنے کا ثواب ضرور حاصل کر سکتے ہیں۔ سفر کی مسنون دعا کے ساتھ رخصت کریں۔ ایک بار حضرت عمرؓ عمرے کے لیے روانہ ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا ”عمر! پنی دعاؤں میں مجھے نہ بھولنا“ یوں نیک تمناؤں مخلصانہ دعاؤں اور عاجزانہ اداوں کے ساتھ عاز میں حج رخصت ہونے چاہئیں۔ (۳۶)

جہاں تک حاجی کو تخفیف تھا کاف دے کر رخصت کرنے کا تعلق ہے تو اس میں بنیادی اعتبار سے کوئی شرعی قباحت موجود نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو باہم تخفیف تھا کاف دینے کی ترغیب دی ہے اور اسے باہمی محبت میں اضافہ کا سبب قرار دیتے ہوئے فرمایا

((عن ابی هریرہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال تھادوا تحابوا)) (۷)

اسی طرح روایت میں آتا ہے:

قال صلی اللہ علیہ وسلم فيما رواه ابن عساکر عن ابی هریرہ و هو حسن

((تھادوا تحابوا، تصافحوا یذهب الغل عنکم)) (۳۸)

اس حدیث کے مطابق تخفیف تھا کاف دینا محبت بڑھانے اور دینی کینہ کو کم کرنے کا باعث بتاتے ہے۔

ابو بکر ابن العربی اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

تھادوا تصحابو و فی رسول اللہ الاصوۃ الحسنة، کان یهادی اصحابہ وغیرہم،
ویقبل الهدیة ویشیب علیها، و قال ”لُوْ اَهْدَى إِلَى كَدَاعٍ“ لقبلته، ولو دعیت
الی ذراع لاجبت المسالک فی شرح موطا مالک، ماجاء فی المصاحفه..(٣٩)
شرح بلوغ المرام کے مصنف لکھتے ہیں کہ انسان فطری طور پر تخفے تحائف کو پسند کرتا ہے۔ وہ اس
حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فالهدیة تورث المحیة، وجابت النفوس على حب من يحسن اليها والهدیة من
الاحسان.(٤٠)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت میں داخلہ کا سبب باہمی محبت کو قرار دیا اور اس کو پیدا کرنے کے لیے
”افشو السلام بینکم“ (٤١) کا نسخہ تجویز فرمایا۔ اور تخفے تحائف باہمی محبت پیدا کرنے کا ایک بڑا سبب بننے
ہیں۔

لیکن ان تخفے تحائف کو قرض سمجھنا اور ادا نہ کرنے کی صورت میں باہم رنجیدگی اور ناراضی کی پسندیدہ امر
نہیں ہے۔ تخفے کے آداب میں یہ بات ویسے ہی موجود ہے کہ جو تخفے دیتا ہے اگر گنجائش ہو تو اسے اس سے بہتر
تحائف دو اگر بہتر نہیں دے سکتے تو ویسا ہی لوٹا اور لوٹا ان ممکن نہ ہو تو اس کے لیے دعا مانگنے کی ترغیب دی ہے۔ اس
لیے استطاعت ہوتے تخفے کی واپسی میں بخل سے کام نہیں لینا چاہیے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ هل جزاء الاحسان الا احسان ﴾ (٤٢)

کیا نیکی کا بدلتیں کے سوا کچھ ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴾ (٤٣)

اور اللہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

البته اگر کوئی تخفے واپس نہیں کرتا تو اس بنا پر ناراض ہو جانے اور قطع تعلقی کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ
اسلام جوڑ نے اور بھلانی کرنے کا حکم دیتا ہے اور بیٹھ پھیرنے اور قطع تعلقی سے منع کرتا ہے۔
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من سره ان بشرف لہ الہیان و ترفع الدرجات فلیعف عن من ظلمه و یعط من
حرمه و یصل من قطعہ .

جو شخص یہ چاہے کہ اس کے محلاں جنت میں اوپنے ہوں اور اس کے درجات بلند ہوں اس کو چاہئے کہ جس نے اس پر ظلم کیا ہوا س کو معاف کر دے اور جس نے اس کو کچھ بھی نہ دیا ہوا س کو بخشن دیا کرے اور جس نے اس کو ترک تعلقات کیا ہو یہ اس سے ملے ۔

خلیل احمد حامدی لکھتے ہیں ”حجاج کرام جب حج سے واپس آ رہے ہوتے ہیں تو اپنے ساتھ روایتی سوغاتیں لانے کے بجائے ٹی وی، ٹرانسیسٹر، ریڈیو، کمرے، ویڈیو کیسٹ، بتوں کی شکل کے ٹھلوں، جوس، کلکٹری، ٹی سیٹ، ڈنر سیٹ، الیکٹریک استریاں، گھڑیاں، کے ٹی اور جارجٹ کے تھان، جیز کی ٹپلوں، سامانیں آرائش و زیبائش اور ہزاروں وہ اشیاء جو انسانی ذہن اخلاقی حدود و قیود سے بالاتر ہو کر مصنوعات کی شکل میں آئے دن اختراع کرتا رہتا ہے، حاجج کرام کے بکسوں میں بھرا ہوتا ہے۔ مجھے ان اشیاء پر چند اس اعتراف نہیں ہے۔ مجھے جس پیلوکی طرف حاجج کو توجہ دلانے کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے وہ یہ ہے کہ وہ ان اشیاء کی خریداری میں اپنا بہت وقت صرف کر دیتے ہیں، سفر حج کے لیے انہیں جوزِ ربادلہ ملتا ہے اسے بھی بے دریغ لشادیتے ہیں۔ کیا یہ مناسب نہیں کہ یہ اشیاء وہ اپنے ملک میں آ کر خرید لیں اور یوں زیرِ مبادلہ بھی چاہیں اور وقت اور صحت بھی اور اپنے قیمتی لمحات غور و فکر، محاسبہ نفس اور عبادت میں گزاریں۔ نیز ہماری اکثر خواتین خرید کر دہ پوری اشیاء کا حساب کتاب حرم شریف میں بیٹھ کر کرتی ہیں۔ اس سلسلے میں ان کے باہم مشورے ہوتے ہیں۔ نرخوں پر بحث ہوتی ہے اشیاء کی کو اٹی پر تبصرے ہوتے ہیں ملک، جدہ اور مدینہ کی مارکیٹوں کا موازنہ ہوتا ہے۔ بلکہ شوق اس حد تک ابل پڑتا ہے کہ ادھرنماز ختم ہوئی اور ادھر بہتیں نو دریافت شدہ مال کے حصوں کے لیے فی الفور اس بازار کی طرف نکل گئیں جہاں سے ملنے کی نشاندہی کی گئی ہے۔ یہ صورت حال حرمین کے تقدیس اور سفر حج کے منافی ہے اس سے ہماری خواتین کو بچنا چاہیے۔“ (۲۲۸)

رسوم و رواج کی تبدیلی۔ ایک جائزہ

اگر آج کی موجودہ رسوم اور دو عشرے قبل کی رسوم کا جائزہ لیا جائے تو چند امور میں اب واضح فرق پایا جاتا ہے۔

۱۔ مثلاً پہلے حاجیوں کی تعداد بہت کم ہوتی تھی اب اس میں قابل قدر اضافہ ہو چکا ہے۔ سفری سہولیات میں اضافہ اور مالی حالات کی بہتری کی بنا پر پہلے کی نسبت حاجیوں کی تعداد کوئی گناہ بڑھ چکی ہے۔ فضائی سفر بھری

سفر کی نسبت مختصر اور آرام دہ ہوتا ہے اس بنا پر کمزور صحت والے افراد بھی حج و عمرہ کی سعادت حاصل کر لیتے ہیں۔ پاکستانیوں کی ایک کثیر تعداد سمندر پار ہوتی ہے زرمبادلہ کی بنا پر لوگوں کے لیے ممکن ہو جاتا کہ وہ خود بھی حج کریں اور افراد خانہ کو بھی حج یا عمرہ پر بھیج دیں۔ شہری علاقوں میں صاحب ثروت، دینی روحان رکھنے والے لوگ نئی زندگی کے آغاز پر مہر بھی حج یا عمرہ کی صورت میں ادا کرتے ہیں اور یہ روحان بھی زور پکڑ رہا کہ صاحب حیثیت افراد شادی سے قبل بچوں کو حج یا عمرہ کروائیں۔ مختلف انعامی سکیموں میں بھی حج یا عمرہ کے نکٹ دیے جاتے ہیں، نعت خوانی کے مقابلہ جات میں قرآن اندازی کے ذریعے لوگوں کو عمرہ پر بھجوایا جاتا ہے۔

۲۔ پہلے دیکھی علاقوں میں حاجی کا اتنا زیادہ احترام کیا جاتا تھا کہ اسے عمر بھر حاجی صاحب کہہ کر اس کی تعلیم کی جاتی تھی۔ لوگ اس کے ہاتھوں کو بوسہ دینا سعادت سمجھتے تھے۔ اپنے اختلافی امور میں اس کو فیصل قرار دیتے تھے۔ اور خواتین کو حامن جی کہہ کر پکارا جاتا تھا اب اس روحان میں پہلے کی نسبت کی واقع ہو چکی ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ حاج کرام کی تعداد میں اضافہ ہو چکا ہے اور زائرین حج و عمرہ خال نظر نہیں آتے بلکہ ہر گھر سے کوئی نہ کوئی فرد عمرہ یا حج کر چکا ہوتا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ حج یا عمرہ کی سعادت جتنی مشکل سے ملتی تھی لوگ اسی تدریس کے آداب کا خیال بھی رکھتے تھے۔ حاجی اپنی زندگی میں آنے والی تبدیلی کی حفاظت کرتے تھے اور حقیقتاً زندگی کے مشاغل کو اللہ کے رنگ میں رنگ دیتے تھے اس بنا پر لوگ ان کا اکرام کرتے تھے۔ حاجی کو پوری بستی کے لیے باعث برکت سمجھا جاتا تھا۔ اب اس سفر میں سہولت پیدا ہو جانے کی بنا تبدیلی کا سفر بھی شاید کمزور پڑ چکا ہے۔

۳۔ پہلے دور تک پیدل چھوڑنے جانے کا رواج تھا اب دروازے سے ہی رخصت کر دیا جاتا ہے۔ جب برسوں کی تمناؤں کے بعد بہت کم لوگوں کو یہ موقع ملتا تھا تو لوگ خوشی کا انہصار کے طور پر پیدل دور تک چھوڑنے جاتے تھے۔ اب تعداد بھی بڑھ چکی ہے اور لوگوں کی مصروفیات میں بھی اضافہ ہو چکا ہے۔

۴۔ پہلے ہر شستہ دار افرادی دعوت کرتا تھا اب مصروفیت کے پیش نظر اجتماعی دعوت کا روحان فروغ پار رہا ہے۔

۵۔ پہلے تمام تحائف سعودی عرب سے لائے جاتے تھے اب یہاں سے خرید کر دینے کا رواج بڑھ رہا ہے۔ اور تحائف کی نوعیت میں پہلے کی نسبت بہت تبدیلی پیدا ہو چکی ہے۔ پہلے تحائف میں زم زم اور کھجور کو بنیادی اہمیت حاصل ہوتی تھی اور اب دنیا بھر سے پہنچنے والی مصنوعات اس فہرست میں شامل ہو چکی ہیں اور یہ روحان اخراجات میں اضافہ کے ساتھ ساتھ اشیاء صرف کی مانگ کو پروان چڑھانے کا باعث بن رہا ہے،

اور یہ اشیاء بھی عموماً مسلم دنیا کی بجائے غیر مسلم دنیا کی تیار کردہ ہوتی ہیں یوں سرمائے کی ایک بڑی مقدار اس خریداری کے باعث غیر مسلم ممالک کی طرف منتقل ہو رہی ہے۔ یوں ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ تحائف بڑے پیمانے پر مسلم دنیا کی جانب سے غیر مسلم کی جانب سرمائے کے بہاؤ (capital drain) کا باعث بن رہے ہیں۔ مسلم دنیا میں غربت کا عفریت اور تو انہوں نے جبکہ اغیار دونوں ہاتھوں سے دولت سمیٹ رہے ہیں۔

۶۔ شہری علاقوں میں گاؤں کی نسبت حج و عمرہ کا رجحان زیادہ ہے اس لیے حاجی صاحب کہنے کا رواج بہت کم ہو چکا ہے۔

۷۔ بھری سفر کے ذریعے حج بند ہو جانے کی بنا پر تیاریوں اور زادِ سفر میں بہت فرق واقع ہو چکا ہے۔ بھری سفر کے ذریعے لوگوں کو ہر میں شریفین تک پہنچنے کے لیے ایک مہینہ لگ جاتا تھا اس لیے اس بارہ سفر بھی زیادہ درکار تھے۔ لیکن اب سفر بھی منحصر ہو چکا ہے اور حجاج کی فی سبیل اللہ خدمت کا رجحان بھی بڑھ چکا ہے۔ بعض پاکستانیوں نے وہاں ضیوف الرحمن کے لیے مفت مطحخ کھول رکھے ہیں جہاں سے ضرورت مند حضرات مفت کھانا حاصل کر سکتے ہیں۔

۸۔ پہلے حرم نبوی پیغمبر کر ہر زائر زیادہ سے زیادہ درود پاک اور نوافل و تلاوت قرآن میں مصروف رہنے کی کوشش کرتا تھا اب پاکستانی خواتین میں یہ رجحان روز بروز روپکڑتا جا رہا ہے کہ فرض نماز کی ادائیگی کے بعد مجالس کی صورت میں نعمت خوانی کرنا اور پیشہ و نعمت خوانوں کی طرح ہاتھ بڑھا بڑھا کر داد و صول کرنا۔ نعمت خوانی فی نفسہ کوئی منوع چیز نہیں ہے لیکن اردو گرد عبادت میں مصروف لوگوں کی توجہ بٹانے کا باعث بنتی ہے اس لیے خاموشی سے درود پاک پڑھنا زیادہ افضل ہے۔

ختامہ

یہ چھوٹی چھوٹی رسم اگرچہ ظاہر رسم نظر آتی ہیں لیکن خاندان کے جوڑنے اور ملانے میں ان کا ایک کردار ہے اس وہ رسم جن کا شریعت سے تصادم نہیں ان کے کرنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ ان کی بنا پر لوگ آپس میں اکٹھے ہو کر ایک اہتمام کے ساتھ حاجی کو رخصت کرتے ہیں تاہم بعض لوگوں کے اس خیال کی اصلاح ضروری ہے کہ حج مدینہ کا سفر ہے اور وہیں اس کا حج کمل ہوگا۔ اور بے جا دھلاؤے یا بدالے کی نیت سے اجتناب کرنا چاہیے۔ آج بھی بچپن میں کسی حاجی کو رخصت ہونا یاد آئے تو وہ بے شمار باتیں یاد آجائی ہیں جو پوری سستی بڑے ذوق و شوق سے حاجی کو رخصت کرتے ہوئے کرتی تھی۔ غرضیکہ ہر حاجی اللہ کا شکر گزار ہوتا ہے کہ اس کا بلا و آیا۔ بقول شاعر

شکر ہے تیرا خدا یا، میں تو اس قابل نہ تھا
تو نے اپنے گھر بلا یا، میں تو اس قابل نہ تھا

اپنا دیوانہ بنایا، میں تو اس قابل نہ تھا
گرد کعبے کے پھرایا، میں تو اس قابل نہ تھا

حوالہ جات و حواشی

- (۱) آل عمران ۹۷-۳
- (۲) منتی محمد شفیق، معارف القرآن، ادارہ معارف القرآن کراچی، ص ۱۱۸/۲
- (۳) ترمذی، ابواب الحج، باب فی التغليظ فی ترك الحج
- (۴) ترمذی، ابواب الحج، باب فضل الحج وال عمرہ
- (۵) علامہ اقبال[ؒ]، مقالاتِ اقبال، مرتبہ سید عبدالواحد معینی، شیخ محمد اشرف لاہوری ۱۹۶۳ء، ص ۲۸۳
- (۶) محمد رفیق و راجح داش یار، غبارہ، جاز ادارہ معارف اسلامی منصورہ لاہور مکی ۲۰۱۳ء، ص ۳۳
- (۷) قانتہ رابعہ، زہے مقدر، ادیبات لاہور، ص ۷۱
- (۸) سروعلی، رحیم یار خان سے انٹرو ۰۲-۱۲-۲۰۱۲ کو لیا گیا۔
- (۹) شامختار، مرکہ گاؤں، قصور ضلع لاہور سے انٹرو ۰۲-۱۲-۲۰۱۲ کو لیا گیا۔
- (۱۰) عبدالطیف اٹک سے انٹرو ۰۲-۱۲-۲۰۱۲ کو لیا گیا۔
- (۱۱) محمد شہباز وہاڑی سے انٹرو ۰۲-۱۲-۲۰۱۲ کو لیا گیا۔
- (۱۲) خالد حسین چکوال سے نومبر ۲۰۱۲ کو انٹرو یو یلیا گیا۔
- (۱۳) زاہدہ حماد، ایسوی ایٹ پروفیسر، انسکس کالج لاہور، دسمبر ۲۰۱۲ کو انٹرو یو یلیا گیا۔
- (۱۴) علی حسن، خوشاب سے نومبر ۲۰۱۲ کو انٹرو یو یلیا گیا۔
- (۱۵) اکبر علی جہلم سے نومبر ۲۰۱۲ کو انٹرو یو یلیا گیا۔
- (۱۶) محمد فضل وہاڑی سے دسمبر ۲۰۱۲ کو انٹرو یو یلیا گیا۔
- (۱۷) ڈاکٹر آصف جاہ محمود، اللہ کعبہ اور بنہ، علم و عرفان پبلیشورز لاہور ۲۰۱۳ء، ص ۳۲
- (۱۸) ڈاکٹر شاہدہ پروین، آرپی دھنوا نے تحریکیں جزاً نوالہ ضلع فیصل آباد
- (۱۹) ڈاکٹر طاہرہ بشارت، ڈین پر فلکتی علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی لاہور ۶ دسمبر ۲۰۱۲ کو انٹرو یو یلیا گیا۔
- (۲۰) محمد اشرف، جنوبی، سرگودھا سے نومبر ۲۰۱۲ کو انٹرو یو یلیا گیا۔
- (۲۱) قانتہ رابعہ، زہے مقدر، ص ۱۳۸
- (۲۲) زائرات گوجرہ وجہنگ کے اس عمل کا مشاہدہ میں بذاتِ خود عمرہ کے دوران کیا جو میں نے مارچ ۲۰۱۳ء میں کیا۔

- (۲۳) نسیم حجازی، پاکستان سے دیارِ حرم تک، جہانگیر بک ڈپولا ہور ۵، ص ۱۳۰
- (۲۴) نیاز خان میانوالی سے ۸ دسمبر ۲۰۱۳ کو انٹرو یولیا گیا۔
- (۲۵) متاز مفتی، لبیک، فیروز منزلہ ہور ۵، ص ۳۷۸-۳۸۸
- (۲۶) قابیتہ رابعہ، زہبے مقدار ص ۱۲، ۱۳
- (۲۷) اللہ کعبہ اور بنده، ص ۳۶۲
- (۲۸) بشیر ایں بی بی جھنگ سے ۶ دسمبر ۲۰۱۳ کو انٹرو یولیا گیا۔
- (۲۹) ڈاکٹر جیلہ شوکت، پروفیسر ایریٹس، شعبہ علوم اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ۳ دسمبر ۲۰۱۳ کو انٹرو یولیا گیا۔
- (۳۰) خلیل احمد حامدی، حج تیاری سے واپسی تک، منشورات لاہور، ص ۲۰
- (۳۱) بیہقی، دلائل النبوة، باب قوم خمام بن ثعلبة علی رسول، ص ۲/۴۰
- (۳۲) یوسف القرضاوی، الایمان والاحیاء، باب من لا رحیم لا رحیم، ص ۳۹۲/۱
- (۳۳) شجرۃ النور انڑکیہ فی الطبقات، باب الکلام علی جیش اسامہ، ص ۲/۲۱
- (۳۴) الماوردی، الحادیۃ الکبیر، باب ذکر ما قالہ رسول اللہ علیہ وسلم، ص ۱۲/۹۱
- (۳۵) احمد حسن، ڈاکٹر، جامع الاصول، شریعہ اکیڈمی یونیورسٹی اسلام آباد، ستمبر ۲۰۱۳ء، ص ۳۸۲
- (۳۶) خلیل احمد حامدی۔ حج تیاری سے واپسی تک، منشورات لاہور، ص ۱۵
- (۳۷) انسن الکبیر للہی تھی، باب التحریض علی الحبۃ والحدیۃ، ح ۱۱۹۳۶۲
- (۳۸) ڈاکٹر وجہا الزحلی، الشفیر لامین، ص ۱۹/۲۹
- (۳۹) محمد بن عبد اللہ، ابوکبر بن العربي، دارالعربی الاسلامی، ۷، ابن عبد البر، الاستذکار، ۲۶/۲۶، ۱۵۳/۱۵، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ، دارالكتب العلمیہ، بیروت۔
- (۴۰) شرح بلوغ المرام، ۵/۲۲۶
- (۴۱) بخاری، کتاب الایمان، باب ای الاسلام افضل
- (۴۲) ارجمن، ۵۵:۵۰
- (۴۳) آل عمران ۳:۲۱۳
- (۴۴) خلیل احمد حامدی، حج تیاری سے واپسی تک، ص ۳۲

